AL-HAYAT RESEARCH JOURNAL
AL-HAYAT Research Journal
HJRS HEC Journal Recognition System Category Y
Volume 3 Issue 4 (July-Sep 2026)
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759

انسائیکلوپیڈیا آف دی قرآن برل کے مطبوعہ مضمون "جہاد" کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Article 'Jihad' in Brill's Encyclopaedia of the Qur'an"

Hafiz Muhammad Waqas
Ph.D. Research Scholar, Department of Arabic & Islamic Studies, Govt. College University Faisalabad,
Waqas.ashrafmughal@gmail.com

Dr. Yasir Arfat
Associate Professor, Department of Arabic & Islamic Studies, Govt. College University Faisalabad,
yasirawan@gcuf.edu.pk

Abstract

This research paper presents an analytical critique of the article "Jihād" contributed by Ella Landau-Tasseron to Brill's Encyclopaedia of the Qur'ān. Employing a descriptive and analytical methodology, the study scrutinizes her claims regarding the purportedly ambiguous and contradictory nature of Qur'ānic verses on warfare, particularly her interpretation of the "sword verse" (Q 9:5) and the "jizya verse" (Q 9:29). The paper reveals that Landau-Tasseron's work suffers from a selective, decontextualized reading of the text that ignores historical context (asbāb al-nuzūl) and mainstream Muslim exegesis (tafsīr). It refutes her assertions by demonstrating that Qur'ānic rulings on combat evolved through distinct, contextual stages—from patience to defensive warfare—reflecting divine wisdom rather than internal contradiction. Furthermore, the study counters the claim of forced conversion by showing that jihād fundamentally aims to establish justice, defend the oppressed, and eliminate persecution (fitnah). The paper concludes that the encyclopaedia entry falls short of objective academic standards due to its overt orientalist bias and neglect of classical Islamic scholarship, underscoring the necessity of engaging with the classical Muslim corpus for an accurate understanding of the Qur'ānic doctrine of jihād.

Keywords: Ella Landau-Tasseron, Encyclopaedia of the Qur'ān, Jihād, orientalism, sword verse, Qur'ānic exegesis, warfare in Islam

تمہید

انسائیکلوپیڈیا آف دی قرآن برل (Brill) پبلشرز کی جانب سے شائع کردہ ایک معروف علمی حوالہ جاتی کام ہے جسے جین ڈیمن میک اولف (Jane Dammen McAuliffe) نے مرتب کیا ہے۔ اس دائرۃ المعارف کی تیسری جلد میں جہاد کے موضوع پر ایلا لینڈاؤ ٹیسرن (Ella Landau-Tasseron) کا ایک تفصیلی مضمون شامل ہے۔ چونکہ جہاد کا تصور اسلامی الہیات، فقہ اور عصری بین الاقوامی بیانیے میں کلیدی اہمیت رکھتا ہے، اس لیے اس مضمون میں قرآنی آیاتِ قتال کے حوالے سے قائم کی گئی تعبیرات کا علمی جائزہ لینا نہایت ضروری ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ لینڈاؤ ٹیسرن کے مذکورہ مضمون کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ اس میں ان بنیادی تعبیرات کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔ جو موصوفہ نے قرآنی آیاتِ جہاد کے فہم کے حوالے سے بیان کی ہیں۔ مضمون نگارہ نے جنگ سے متعلق قرآنی احکامات کو مبہم، متناقض اور غیر مربوط قرار دیا ہے۔ انہوں نے آیت السیف [1] اور آیت الجزیہ [2] کو مطلق اور غیر مشروط جنگ کا حکم قرار دیتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ آیات پہلے کی تمام آیاتِ عفو و صفح (Verses of forgiveness and forbearance) کو منسوخ کر دیتی ہیں۔ مزید بر آں، انہوں نے مشرکین اور اہلِ کتاب سے قتال کے اغراض و مقاصد میں غیر علمی تفریق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مقالے میں متن اور تفسیری روایات کے ذریعے ان پیشگی مفروضات اور استشراقی منہج کی محدودیت کا علمی احاطہ کیا جائے گا۔

OPEN ACCESS

ایلا لینڈاؤ ٹیسرن کا تعارف

ایلا لینڈاؤ ٹیسرن یروشلم کی عبرانی یونیورسٹی (Hebrew University of Jerusalem) کے شعبۂ اسلامی و مطالعاتِ مشرق وسطیٰ میں پروفیسر ہیں۔ انہوں نے 1982ء میں عبرانی یونیورسٹی سے عربی زبان و ادب میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ وہ 1984ء سے عبرانی یونیورسٹی میں تدریس سے وابستہ ہیں۔ ان کی تحقیقی دلچسپیوں میں ابتدائی اسلامی تاریخ، قبل از اسلام اور ابتدائی اسلامی قبائلی معاشرہ، سیاسی ڈھانچے اور ادارے، اسلامی روایات / حدیث، اسلامی تاریخ نگاری، اور جہاد شامل ہیں۔ وہ دانشوروں میں یروشلم اسکول آف اورینٹل اسٹڈیز کے نام سے معروف علمی روایت کا حصہ ہیں[3]۔ انہوں نے کولمبیا یونیورسٹی کے طبریؒ کے ترجمے کے منصوبے میں بھی حصہ لیا، جہاں انہوں نے اس کی آخری جلد کا (1998ء) میں ترجمہ پیش کیا۔[4]

ایلا لینڈاؤ ٹیسرن کی تصانیف

ایلا لینڈاؤ ٹیسرن کی تصانیف کی تفصیلات درج ذیل ہے:

الف: مرکزی کتاب (ترجمہ و تشریح)

The History of al-Ṭabarī (Volume 39): Biographies of the Prophet's Companions and Their Successors.[5]

یہ ان کا سب سے مشہور علمی کام ہے۔ انہوں نے امام طبری کی مشہور زمانہ تاریخ "تاریخ الرسل والملوک" کی آخری (39 ویں) جلد کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا اور اس پر تفصیلی حواشی (Notes) لکھے۔

اس کتاب میں حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے تابعین کی زندگیوں، ان کے شجرہ نسب اور ان سے مروی روایات کا تذکرہ ہے۔ پروفیسر ایلا نے طبری کے متن کی پیچیدگیوں کو عام فہم انداز میں واضح کیا ہے۔

ب: اہم تحقیقی مضامین (Research Articles)

ان کے مقالاجات کو تین بڑے موضوعات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

1۔ قبائلی نظام اور اسلام (Tribal System and Islam):

انہوں نے تفصیلی آرٹیکلز لکھے کہ کس طرح رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں عرب کے قدیم قبائلی نظام کو ایک مرکزی ریاست میں تبدیل کیا گیا۔[6]

ان کے مقالوں میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اسلام سے قبل قبائل کے درمیان ہونے والے معاہدے (Alliances) اور "ولاء" (Mawla/Clientage) کا نظام ابتدائی اسلامی فتوحات اور معاشرے کی تشکیل میں کتنا اہم تھا۔

2۔ قبل از اسلام عرب معاشرے کی رسومات:

Adoption (متبنیٰ بنانا / گود لینا): انہوں نے قبل از اسلام عربوں میں گود لینے کی رسم پر گہری تحقیق کی اور یہ واضح کیا کہ اسلام کے آنے کے بعد اس قانون میں کیا تبدیلیاں آئیں اور ان کے سیاسی و سماجی اثرات کیا تھے۔

3۔ جہاد کا تصور اور اس کا ارتقاء:

انہوں نے اسلامی فقہ اور تاریخ میں "جہاد" کے نظریے پر کئی مضامین لکھے۔[7] انہوں نے اس بات کا جائزہ لیا کہ مختلف ادوار میں مسلم فقہاء نے جہاد کی تعریف، اس کے قوانین اور اس کے اطلاق کو کس طرح بدلا اور اس کے پیچھے کیا تاریخی محرکات تھے۔

4۔ Tribes and Clans

انسائیکلوپیڈیا آف دی قرآن میں ایک اور مضمون "Tribes and Clans" کے نام سے شامل ہے۔[8]

OPEN ACCESS

لینڈاو ٹیسرن کے فکری ماخذ

ایلا لینڈاو ٹیسرن کا علمی تعلق مستشرقین کے اس مکتبِ فکر سے ہے جسے "یروشلم اسکول آف اورینٹل اسٹڈیز" (Jerusalem School of Oriental Studies) کہا جاتا ہے۔[9] جہاد کے حوالے سے ان کا بیانیہ اور تعبیرات اچانک سامنے نہیں آئیں، بلکہ وہ اپنے سے پہلے کے چند انتہائی باا‌ثر مستشرقین کی آراء اور تحقیقات کے تسلسل کو آگے بڑھاتی ہیں۔

1۔ اگناز گولڈزیہر (Ignaz Goldziher, 1850–1921)

انیسویں اور بیسویں صدی کے اس مشہور ہنگریائی مستشرق کو اسلامی روایات (حدیث اور فقہ) پر تنقیدی بحث کا بانی مانا جاتا ہے۔[10] گولڈزیہر کا نظریہ تھا کہ اسلامی احکام اور روایات (بشمول جہاد) نبی کریم ﷺ کے دور میں مکمل طور پر جامد نہیں تھیں، بلکہ بعد کے ادوار کے سیاسی، قبائلی اور سماجی حالات کے تحت تبدیل اور تیار ہوتی رہیں۔ ایلا لینڈاو بھی اسی منہج پر چلتے ہوئے جہاد اور دیگر اسلامی قوانین کو تاریخی ارتقاء (Evolution) کا نتیجہ قرار دیتی ہیں۔

2۔ مائیکل لیکر (Michael Lecker) اور میئر جے کیسٹر (M.J. Kister)

یہ دونوں مستشرقین "یروشلم اسکول" کے ستون مانے جاتے ہیں۔[11] میئر جیکب کیسٹر (1914–2010) نے قبل از اسلام کے عرب معاشرے، قبائلی معاہدوں اور ابتدائی اسلامی ریاست کے قیام پر گہرا کام کیا۔ مائیکل لیکر (پیدائش 1951ء) کیسٹر کے شاگرد ہیں اور ان کا کام ابتدائی اسلامی تاریخ کی سماجی و سیاسی تاریخ پر مرکوز ہے۔ ایلا لینڈاو نے قبائلی نظام اور شجرہ نسب (Genealogy) پر جو کام کیا، اس میں وہ براہِ راست ان اساتذہ کے طریقہ کار کی پیروی کرتی ہیں۔

3۔ الفریڈ نوتھ (Albrecht Noth)

انہوں نے ابتدائی اسلامی فتوحات اور تاریخی روایات پر گراں قدر کام کیا۔[12] الفریڈ نوتھ نے یہ رائے قائم کی تھی کہ ابتدائی اسلامی جنگیں مذہبی سے زیادہ سیاسی اور قبائلی فتوحات کا حصہ تھیں، جنہیں بعد کے مؤرخین نے خالص مذہبی رنگ دے دیا۔ ایلا لینڈاو بھی اپنی تحریروں میں اسی بیانیے کو اپناتی ہیں۔

4۔ روڈولف پیٹرز (Rudolph Peters)

جہاد پر مستشرقین کی دنیا میں روڈولف پیٹرز کی کتاب "Jihad in Classical and Modern Islam"[13] ایک مستند حوالہ مانی جاتی ہے۔ پیٹرز نے ایلا لینڈاو سے پہلے یہ تعبیر پیش کی تھی کہ فقہائے کرام نے حالات کے مطابق جہاد کے قوانین تیار کیے اور وقت کے ساتھ دفاعی اور جارحانہ جہاد کی تعبیرات بدلتی رہیں۔ ایلا لینڈاو نے اسی سلسلے کو آگے بڑھایا۔

5۔ ڈیوڈ کوک (David Cook)

کتاب "Understanding Jihad [14]" کے مصنف ڈیوڈ کوک نے بھی یہی موقف اختیار کیا تھا کہ جہاد کا تصور مسلم تاریخ کے مختلف سیاسی ابھار اور زوال کے ساتھ بدلتا رہا ہے۔ ایلا لینڈاو نے اپنے مضامین میں کوک کے انہی نظریات کی تائید کی ہے۔

ایلا لینڈاو-ٹاسیرون کا بیانیہ اور طریقہ کار نیا نہیں ہے بلکہ یہ اگناز گولڈزیہر کی شروع کردہ روایتی مستشرقانہ تنقید کا جدید تسلسل ہے، اور جہاد کے سیاسی و فقہی ارتقاء کے معاملے میں وہ روڈولف پیٹرز اور الفریڈ نوتھ کی تعبیرات سے مکمل اتفاق کرتی ہیں اور ان کے ادھورے کاموں کو آگے بڑھاتی ہیں۔

لینڈاو ٹیسرن کے جہاد سے متعلقہ تعبیرات اور ان کا تجزیہ

لینڈاو ٹیسرن نے انسائیکلوپیڈیا آف دی قرآن میں اپنے مضمون جہاد میں جہاد کی تعریف اس طرح کی ہے:

"Jihād Struggle, or striving, but often understood both within the Muslim tradition and beyond it as warfare against infidels." [15]

یہ تعریف جہاد کے وسیع تر مفہوم (نفس کشی، اخلاقی جدوجہد وغیرہ) کو نظر انداز کرتی ہے اور صرف جنگ کے پہلو کو اجاگر کرتی ہے۔

جنگ کے متعلق قرآنی احکام اور رویوں کو مبہم اور متناقض قرار دینا

لینڈاو ٹیسرن لکھتی ہے:

CC BY

The qurānic rulings and attitudes regarding warfare are often ambiguous and contradictory so that "

there is no one coherent doctrine of warfare in the Qurān." [16]

یہ دعویٰ قرآن کے نزولی مراحل اور اسلامی فقہ کے بنیادی اصولوں سے ناواقفیت کا شاہکار ہے۔ قرآن مجید میں جہاد کے احکامات ایک واضح اور منطقی ترتیب کے تحت نازل ہوئے۔ مکہ مکرمہ کے دور میں جب مسلمان ایک مظلوم اقلیت تھے، انہیں صبر، برداشت اور دعوت کا حکم دیا گیا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد اسلامی ریاست کے قیام کے ساتھ دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی۔[17] پھر جب مشرکین اور ان کے حلیفوں نے جنگی معاہدوں کو پامال کیا اور مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں جاری رکھیں، تو ان عہد شکنوں کے خلاف قتال کا حکم دیا گیا۔

یہ کوئی تضاد نہیں بلکہ حکمتِ الٰہی کا تقاضا ہے کہ ہر مرحلے میں حالات اور مصالح کے مطابق احکامات دیے گئے۔ مفسرین نے اس ارتقائی منہج کو بخوبی سمجھا اور اس کی وضاحت کی ہے۔ تضاد کا الزام صرف اس صورت میں لگ سکتا ہے جب آیات کو ان کے متن اور تاریخی سیاق سے الگ کر کے پیش کیا جائے۔

مزید بر آں، خود لینڈا اؤ ٹیسرن کے اس دعوے کے برعکس، قرآن نے جنگ کی حدود و قیود کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ مثلاً سورۃ البقرہ میں واضح طور پر فرمایا گیا۔[18]

یہ آیت جنگ کو دفاع اور اعتدال کے ساتھ مشروط کرتی ہے۔ نیز سورۃ الممتحنۃ آیت ۸ میں ان لوگوں کے ساتھ احسان و انصاف کا حکم ہے جو دین کے معاملے میں مسلمانوں سے جنگ نہیں کرتے اور انہیں گھروں سے نہیں نکالتے۔

ان آیات کی روشنی میں یہ کہنا کہ قرآن کا جنگ سے متعلق کوئی مربوط نظریہ نہیں، محض بے علمی ہے۔

اس حوالے سے ابن کثیر[19]، قرطبی[20]، سیوطی[21] اور زرکشی[22] نے قرآن کے نزولی مراحل اور آیات کے باہمی ربط کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

جہاد کے متعلق قرآنی آیات کو متضاد قرار دینا

لینڈا اؤ ٹیسرن لکھتی ہیں:

"Sometimes, fully contradictory verses were placed together, apparently because they deal with the same topic..." [23]

یہ دعویٰ بھی اسی طرح بے بنیاد ہے۔ قرآن مجید میں آیات کا باہمی ربط اور ہم آہنگی (نظم قرآن) ایک مسلمہ حقیقت ہے جسے مسلمان علماء نے صدیوں سے ثابت کیا ہے۔ اگر دو آیات ایک ہی موضوع پر مختلف احکام دیتی نظر آئیں، تو اس کی وجہ یا تو مختلف حالات ہیں، یا مختلف مخاطبین، یا ناسخ و منسوخ کا عمل، جو کسی بھی قانونی نظام میں فطری ہے۔ مفسرین نے اس قسم کے اشکالات کو حل کرنے کے لیے متعدد اصول وضع کیے ہیں:

مثلاً سیاق و سباق، اسباب نزول، عموم و خصوص، ناسخ و منسوخ وغیرہ۔

اس لیے یہ کہنا کہ متضاد آیات کو ایک ساتھ رکھا گیا، محض اس لیے کہ وہ ایک موضوع پر ہیں، انتہائی غیر علمی اور غیر منصفانہ ہے۔

اس سلسلے میں مسلمان علماء نے قرآن کے نظم و ہم آہنگی پر مستقل کتب تصنیف کی ہیں۔ زرکشی نے اپنی مشہور کتاب "البرہان فی علوم القرآن"[24] میں قرآن کی آیات اور سورتوں کے درمیان مناسبت اور نظم کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ سیوطی نے "الإتقان فی علوم القرآن"[25] میں علوم القرآن کا جامع احاطہ کیا ہے اور آیات کے باہمی تعلق کو واضح کیا ہے۔ خطابی نے "البیان فی إعجاز القرآن"[26] میں قرآن کے نظم اور اس کے اعجاز کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ فراہی نے "دلائل النظام"[27] میں قرآن کے نظام اور سورتوں کے باہمی ربط کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ ان تمام علماء کا اتفاق ہے کہ قرآن مجید میں کوئی تضاد نہیں بلکہ ایک مکمل اور مربوط نظام موجود ہے۔

تضادات اور ابہامات تاریخی ارتقا کا نتیجہ قرار دیتے ہو مصنفہ لکھتی ہیں:

These contradictions and ambiguities resulted from historical developments......" [28]"

یہ ایک پرانی مستشرقانہ دلیل ہے جو قرآن کو محض ایک تاریخی دستاویز گردانتی ہے، جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو مختلف مواقع پر نازل ہوا، مگر اس کا ہر حرف ازلی اور ابدی حقیقت ہے۔ تاریخی واقعات تو اسباب نزول کا درجہ رکھتے ہیں، جو آیات کے مفہوم کو سمجھنے میں معاون ہیں، مگر آیات کا مفہوم ان واقعات تک محدود نہیں ہے۔

مثال کے طور پر سورۃ التوبہ کی آیات ۵ اور ۲۹ ان مشرکین اور اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئیں جنہوں نے صلح کی خلاف ورزی کی تھی، لیکن ان آیات کا حکم انہی واقعات کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ یہ اصولی احکام ہیں جو ہر زمانے میں عہد شکنی اور جارحیت کے خلاف لاگو ہوتے ہیں۔

CC BY

اس لیے قرآن کو تاریخی ارتقا کا نتیجہ کہنا درست نہیں، بلکہ یہ تدریج (Gradual Revelation) ہے جو مختلف ضروریات کے مطابق نازل ہوا، مگر ہر حکم اپنے وقت میں مکمل اور متقن تھا۔

مسلم علماء میں ابن کثیر [29]، قرطبی [30]، امام سیوطی [31]، ڈاکٹر مہر علی [32] اور پروفیسر ڈاکٹر محمود اختر [33] نے اپنی تفاسیر اور کتب میں صراحت کی ہے کہ قرآن کا ہر حکم اپنے وقت میں مکمل اور متقن تھا۔

"مشرکین کو جبراً مسلمان کرنے کے متعلق لینڈ اوٹیسرن لکھتی ہیں:

"q 9:5 instructs the Muslims to fight the idolaters (mushrikūn) until they are converted to Islam and is known as 'the sword verse'..." [34]

یہ انتہائی غلط فہمی ہے۔ آیت ۹:۵ ملاحظہ فرمائیں:

"پھر جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور انہیں پکڑو اور انہیں گھیر و اور ہر گھات کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھو،
پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو، بیشک اللہ بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔"

اس آیت سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں:

یہ حکم مخصوص مشرکین کے لیے ہے جنہوں نے عہد توڑا تھا، جیسا کہ پچھلی آیات (۹:۱-۴) سے ظاہر ہے۔ یہ تمام مشرکین کے لیے عام حکم نہیں۔

آیت کے آخر میں توبہ، نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ہے، یعنی اگر وہ ان شرائط کو پورا کریں تو ان سے جنگ ختم کر دی جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جنگ کا مقصد انہیں جبراً مسلمان کرنا ہے، بلکہ یہ کہ امن کی راہ ہمیشہ کھلی ہے۔

اس کے فوراً بعد آیت ۹ ہے جس میں حکم ہے:

"اور اگر مشرکین میں سے کوئی تمہارے پاس پناہ مانگے تو اسے پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے، پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو۔"

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن جنگ کو مطلق نہیں کرتا بلکہ امن اور پناہ کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ مفسرین میں ابن کثیر [35] اس آیت کے سیاق وسباق اور اسباب نزول کی وضاحت کرتے ہیں کہ یہ حکم صرف عہد شکن مشرکین کے لیے تھا۔ تفسیر قرطبی [36] میں اس آیت کی تفسیر اور اس کے اطلاق کی حدود بیان کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر محمد سعید رمضان البُوطی [37] جہاد کے دفاعی پہلوؤں اور آیت السیف کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہیں۔ امام شوکانی [38] اس آیت کے عموم وخصوص پر صراحت سے بحث کرتے ہیں۔

جزیہ کے متعلق موصوفہ لکھتی ہیں:

"q 9:29 orders Muslims to fight the People of the Book until they consent to pay tribute (jizya), thereby recognizing the superiority of Islam." [39]

اس دعوے میں کئی مغالطے ہیں:

1. آیت کا سیاق وسباق: یہ آیت بھی انہی اہلِ کتاب کے بارے میں ہے جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف سازشوں اور اتحادوں میں حصہ لیا تھا۔ پوری سورۃ توبہ کا موضوع عہد شکنی اور جارحیت ہے، عام امن پسند اہلِ کتاب کو شامل نہیں۔
2. جزیہ کا نظام: جزیہ ایک ایسا ٹیکس تھا جس کے بدلے اہلِ کتاب کو اسلامی ریاست کی حفاظت، مذہبی آزادی اور عدالتی تحفظ حاصل تھا۔ وہ اپنی عبادت گاہیں، رسومات اور قانونی خود مختاری برقرار رکھ سکتے تھے۔ تاریخ اسلام میں اہلِ کتاب کو کبھی جبراً مسلمان نہیں کیا گیا۔
3. آیت کے الفاظ عن ید (وہ دستبرداری کے ساتھ جزیہ دیں) اور وھم صاغرون (اور وہ اس کی حیثیت کو محسوس کریں) کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک سیاسی بالادستی کو تسلیم کریں، مگر اس کا مطلب مذہبی حقارت نہیں۔
4. یہ آیت اسلام کی برتری کا اظہار نہیں کرتی، بلکہ ایک ایسے معاہدے کی بنیاد ہے جس کے تحت مختلف مذاہب کے لوگ باہم رہ سکیں۔

لہٰذا اس آیت کو جبر اور برتری کے طور پر پیش کرنا غیر علمی ہے۔

CC BY

مسلم علماء میں سے ابن کثیر [40]، قرطبی [41]، سید ابو الاعلی مودودی [42] اور سعید رمضان بوطی [43] نے اپنی کتب میں جزیہ کے نظام اور اس کے پس منظر، جزیہ کی شرعی حیثیت اور اہلِ کتاب کے ساتھ حسن سلوک کے احکامات، اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق اور جزیہ کے فلسفے، جزیہ کے دفاعی اور سیاسی پہلوؤں کو صراحت سے بیان کیا ہے۔

غیر مشروط جنگ کا حکم

لینڈا وٹیسرن لکھتی ہیں:

"The order to fight unconditionally (q 9:5 and 9:29) prevailed." [44]

یہ دعویٰ دو لحاظ سے غلط ہے:

1. غیر مشروط کا مفہوم: جیسا کہ اوپر بیان ہوا، دونوں آیات میں شرائط موجود ہیں۔ آیت ۹:۵ میں توبہ، نماز، زکوٰۃ کی شرط ہے، اور آیت ۹:۲۹ میں جزیہ دینے کی شرط ہے۔ اگر یہ شرائط موجود ہیں تو جنگ ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے یہ غیر مشروط نہیں ہیں۔
2. غالب رہا کا تصور: یہ نظریہ ناسخ و منسوخ کے اصول پر مبنی ہے، مگر یہ اصول خود محلِ اختلاف ہے۔ بہت سے ائمہ جیسے، سیوطی نے صرف ۲۰ کے قریب آیات کو منسوخ قرار دیا ہے، [45] اور متاخرین میں شاہ ولی اللہ نے صرف ۵ آیات کو منسوخ قرار دیا ہے۔[46] ان میں آیت السیف یا آیت الجزیہ شامل نہیں۔

اس کے علاوہ قرآن میں متعدد آیات ہیں جو صلح، امن، اور عدم جارحیت کی ترغیب دیتی ہیں۔[47] ان کو نظر انداز کر کے صرف دو آیات کو غالب قرار دینا منصفانہ نہیں۔

مسلم علماء میں سے نحاس [48]، زرکشی [49]، سیوطی [50]، اور شاہ ولی اللہ [51] کی کتب میں ناسخ و منسوخ کے اصول اور آیت السیف کے منسوخ ہونے یا نہ ہونے پر تفصیلی مباحث موجود ہیں۔

مقاصد جنگ کے متعلق مصنفہ لکھتی ہیں:

"the purpose of fighting the idolaters is to convert them to Islam, whereas the purpose of fighting the People of the Book is to dominate them." [52]

یہ ایک مصنوعی اور غیر قرآنی تقسیم ہے۔ قرآن میں قتال کا بنیادی مقصد فتنہ کا خاتمہ اور عدل کا قیام ہے، جیسا کہ سورۃ البقرہ میں ہے: [53]

یہاں فتنہ سے مراد ظلم، جبر، اور مذہبی آزادی پر ڈاکہ ہے۔ اللہ کے لیے دین ہونے کا مطلب ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کو اس کے عقیدے کے انتخاب پر مجبور نہ کرے۔

اس کے علاوہ قرآن میں مشرکین کے بارے میں بھی یہ واضح کیا گیا ہے کہ اگر وہ جنگ نہ کریں اور صلح کریں تو ان سے بھی درگزر کیا جائے۔[54] مشرکین اور اہلِ کتاب کے درمیان تفریق صرف ان کے عقیدے کی بنیاد پر ہے، لیکن جنگ کے اخلاقی اغراض میں کوئی فرق نہیں۔

مسلم دانشوروں میں سید مودودی [55]، سعید رمضان البوطی [56]، اور علوانی [57] نے اپنی کتب میں قتال کے مقاصد، فتنہ کے خاتمے کی حکمت، قتال کے اغراض اور مشرکین و اہلِ کتاب کے درمیان فرق، جہاد کے مقاصد اور اس کے دفاعی پہلوؤں، جہاد اور مذہبی آزادی کے تصورات پر صراحت سے روشنی ڈالی ہے۔

لینڈا وٹیسرن کے منہج پر عمومی تنقید

مندرجہ بالا تفصیلی جائزے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ لینڈا وٹیسرن کا مضمون جہاد درج ذیل علمی خامیوں کا شکار ہے:

1. سیاق و سباق سے محرومی: انہوں نے آیات کو ان کے اسبابِ نزول اور گرد و پیش کے متن کو ماحول سے الگ کر کے پیش کیا ہے۔
2. تفسیری روایات سے تغافل: انہوں نے کلاسیکی مفسرین کے اقوال کو نظر انداز کیا ہے، حالانکہ یہی وہ ذرائع ہیں جو آیات کے حقیقی مفہوم کی وضاحت کرتے ہیں۔
3. انتخابی اور غیر مکمل حوالہ جات: انہوں نے صرف ان تفاسیر یا اقوال کو پیش کیا ہے جو ان کے پیش کردہ معنی و مفہوم کی تائید کرتے ہیں، جبکہ جمہور کا موقف نظر انداز کر دیا۔
4. مستشرقانہ تعصب: ان کا پورا منہج مغربی مستشرقین کے اس روایتی موقف پر مبنی ہے کہ قرآن کوئی مربوط کتاب نہیں اور اس میں تاریخی ارتقائی تضاد پیدا کیا۔ وہ یروشلم اسکول آف اورینٹل اسٹڈیز کی نمائندہ ہیں، جو گولڈزیہر، مائیکل لیکر، ڈیوڈ کوک اور روڈولف پیٹرز کی فکری روایت کا امین ہے۔
5. دینی حساسیت سے لاتعلقی: انہوں نے مسلمانوں کے اس بنیادی عقیدے کو نظر انداز کیا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، جس میں کوئی تضاد نہیں (افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا)۔[58]
6. منسوخ کے تصور کا غلط استعمال: انہوں نے منسوخ کو ایک ایسا آلہ بنالیا ہے جس کے ذریعے تمام نرمی کی آیات کو ختم کر دیا جائے، جبکہ خود ان کے نزدیک اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

OPEN ACCESS

حاصل بحث

مندرجہ بالا تمام نکات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایلا لینڈاؤ ٹیسرن کا انسائیکلوپیڈیا آف دی قرآن میں شائع ہونے والا مضمون جہاد نہ صرف غیر علمی ہے بلکہ متعصبانہ اور جانبدارانہ ہے۔اس میں قرآن کی آیات کو ان کے صحیح سیاق وسباق سے ہٹا کر ایک مخصوص منفی تصویر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں جہاد کا تصور ایک جامع نظام ہے جس کی بنیاد عدل، انصاف، دفاع اور امن پر ہے۔ جہاد کا مقصد ظلم کا خاتمہ، مذہبی آزادی کا تحفظ اور انسانیت کو غلامی سے نجات دینا ہے۔ اس کے احکامات میں کوئی تضاد نہیں، بلکہ یہ مختلف مراحل میں نازل ہوئے ہیں جو ہر دور کی ضروریات کے مطابق راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔اس قسم کے غیر منصفانہ مضامین کا علمی سطح پر جواب دینا مسلمان محققین کی ذمہ داری ہے تا کہ حقیقت کو تحریف سے بچایا جا سکے۔

حوالہ جات

1۔ التوبہ:5

2۔ التوبہ:29

3۔ Ella Landau-Tasseron,Department of Islamic and Middle Eastern Studies,Hebrew University of Jerusalem

4۔ Ella Landau-Tasseron,The History of al-Tabari,Vol.39:Biographies of the Prophet's Companions and Their Successors,SUNY press Albany 1998

5۔ ibid

6۔ Ella Landau-Tasseron,The Status of Allies in Pre-Islamic and Early Islamic Arabian Society,Islamic Law ans Society,2006,Vol.13,pp.6-32

7۔ Ella Landau-Tasseron,Jihad and just War:Overt and Covert Analogies,Jerusalem Studies in Arabic and Islam 2020,Vol.48,pp.1-48

8۔ Ella Landau-Tasseron, Tribes and Clans, Encyclopaedia of the Quran, Brill, Leiden, 2005, Vol.5 pp.363-368

9۔ Professor Ella Landau-Tasseron,The Max Schloessinger Memorial Foundation,Hebrew University of Jerusalem.

10 Goldziher,Ignac,Muhammedanische Studien (Muslim Studies),1889-1890۔.

11 Michael Lecker,Hebrew University of Jerusalem۔.

12 Noth,Albrecht,The Early Arabic Historical Tradition:A Source-Critical study,1973.Translated From the German by Michael Bonner.2021۔

13۔ Peters,Rudolph,Jihad in classical and Modern Islam:A Reader,Markus Wiener Publishers,Princeton,1996.

14۔ Cook,David,Understanding Jihad,University of California Press,2005.

15۔ Ella Landau-Tasseron,Jihad,Encyclopaedia of the Quran,Brill,Leiden,2003,Vol.3,pp.35.

16۔ ibid

17۔ الحج:39

18۔ البقرہ:190

19۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ریاض، 1999ء، جلد 2، ص 400-350

20۔ قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لآحکام القرآن، دار الکتب المصریۃ، قاہرہ، مصر، 1964ء، جلد اول، ص 390-358

21 ۔ سیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، الاتقان فی علوم القرآن، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان: 2003: جلد2، ص،160-138

22 ۔ زرکشی، بدرالدین محمد بن عبداللہ، البرہان فی علوم القرآن، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان:1990ء: جلد اول:15-4

23 ۔ Ella Landau-Tasseron,Jihad,Encyclopaedia of the Quran,Vol.3.pp.36

24 ۔ زرکشی، البرہان فی علوم القرآن، جلد2، ص:50-30

25 ۔ سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، جلد2، ص:160-138

26 ۔ خطابی، ابو سلیمان حمد بن محمد، البیان فی اعجاز القرآن، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان،2012ء: ص:40-25

27 ۔ فراہی، حمید الدین، دلائل النظام، الدائرۃالحمیدیہ، الہند، 1388ھ: ص:90-75

28 ۔ Ella Landau-Tasseron,Jihad,Encyclopaedia of the Quran,Vol.3,pp.36

29 ۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد3: ص:100-50

30 ۔ قرطبی، الجامع لآحکام القرآن، جلد2: ص:85-75

31 ۔ سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، جلد2: ص:160-145

32 ۔ Muhammad Mohar Ali,The Quran and the Orientalists,Jamiyat e Ahya e Minhaj u Sunnah,Uk.2004

33 ۔ پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمود اختر، حفاظت قرآن اور مستشرقین، دارالنور، لاہور، پاکستان:2018ء: ص:157-153

34 ۔ Ella Landau-Tasseron,Jihad,Encyclopaedia of the Quran,Vol.3.pp.37

35 ۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد2، ص:390-370

36 ۔ قرطبی، الجامع لآحکام القرآن، جلد8، ص:185-160

37 ۔ البوطی، ڈاکٹر محمد سعید رمضان، الجہاد فی السلام: کیف نفھمہ و کیف نمارسہ، دارالفکر، دمشق،1993ء: ص:80-60

38 ۔ شوکانی، محمد بن علی، فتح القدیر، دارابن کثیر، دمشق،1414ھ: جلد2، ص:90-60

39 ۔ Ella Landau-Tasseron,Jihad,Encyclopaedia of the Quran,Vol.3,pp.37

40 ۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد2، ص:385-365

41 ۔ قرطبی، الجامع لآحکام القرآن، جلد8، ص:175-159

42 ۔ مودودی، سید ابوالاعلی، الجہاد فی الاسلام، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، پاکستان،2014ء: ص:123-118

43 ۔ البوطی، الجہاد فی الاسلام، ص:140-125

44 ۔ Ella Landau-Tasseron,Jihad,encyclopaedia of the Quran,Vol.3,pp.38

45 ۔ سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، جلد2، ص:179-176

46 ۔ شاہ ولی اللہ، احمد بن عبدالرحیم، الفوزالکبیر، مترجم، ابن نواب فیصل آبادی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، پاکستان،2017ء: ص:83

47 ۔ البقرہ:208، 224، النساء:128، الانفال:61، الحجرات:10

48 ۔ نحاس، ابو جعفر احمد بن محمد، الناسخ والمنسوخ، تحقیق: سلیمان بن ابراہیم بن عبد، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، 1991ء

49 ۔ زرکشی، البرہان فی علوم القرآن، جلد2، ص:165-151

50 ۔ سیوطی، الاتقان فی علم القرآن، جلد2، ص:180-155

[51] ۔ شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر، ص:83-74

[52] ۔ Ella Landau-Tasseron,Jihad,encyclopaedia of the Quran,Vol.3,pp.40.

[53] ۔ البقرہ:193

[54] ۔ الانفال:61

[55] ۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، الجہاد فی الاسلام، ص:118-99

[56] ۔ البوطی، محمد سعید رمضان، الجہاد فی الاسلام، ص:135-110

[57] ۔ علوانی، طہ جابر، لااکراہ فی الدین، IIT Publications، ہرنڈن، امریکہ، 2006ء، ص:50-35

[58] ۔ النساء:62